لکی کمیٹی اور بولی والی کمیٹی کے حرام ہونے کے دلائل

پرچی والی کمیٹی کے شرعی طریقہ پر ایک تحقیقی فتویٰ

موجودہ کمیٹیاں شریعت کے آئینہ میں
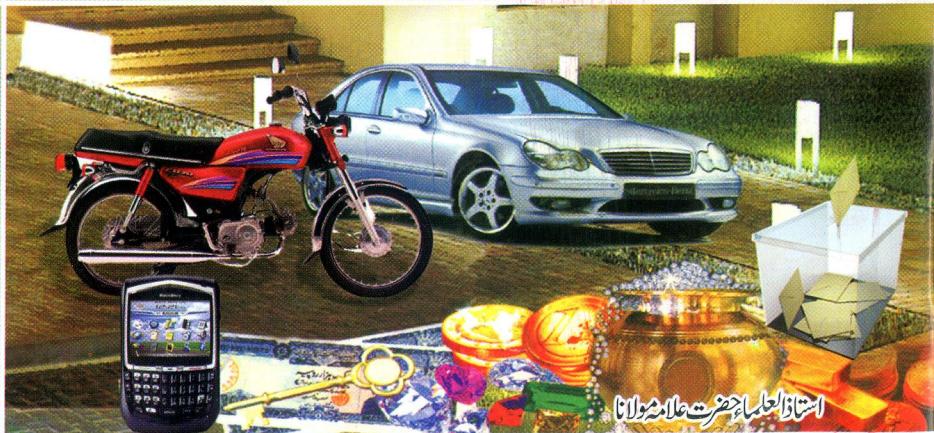
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا

مفتی ضمیر احمد مرتضائی حفظہ اللہ

(مدرس جامعہ مہتابیہ چشتیہ، لاری اڈہ، فاروق آباد)

مُسلم کتابوی لاہور

لکی کمیٹی اور بولی والی کمیٹی کے حرام ہونے کے دلائل

اور پرچی والی کمیٹی کے شرعی طریقہ کار کے بیان پر

ایک تحقیقی فتویٰ

موسوم بہ

موجودہ کمیٹیاں شریعت کے آئینہ میں

از قلم

استاذ العلماء، حضرت علامہ و مولانا

مفتی ضمیر احمد مرتضائی حفظہ اللہ

(مدرس جامعہ مہتابیہ چشتیہ، لاری اڈہ، فاروق آباد)

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

042-37225605

Email: muslimkitabevi@gmail.com

نام کتاب : موجودہ کمیٹیاں شریعت کے آئینہ میں

ازقلم: : مفتی ضمیر احمد مرتضائی مدظلہ العالی

کمپوزنگ : ایمان گرافکس

صفحات : 48

سالِ اشاعت : جنوری 2013ء/صفر 1434ھ

پرنٹرز : یاسر پرنٹرز، لاہور

تعداد : گیارہ صد

ناشر : مسلم کتابوی، لاہور

قیمت :

ملنے کے پتے

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ مہتابیہ چشتیہ، لاری اڈہ فاروق آباد (دونہروں کے درمیان)

مکتبہ مرتضائیہ قلعہ شریف ڈاکخانہ ناظر لبانہ تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ

انتساب

حضور شیخ المشائخ محقق ومدقق، مناظر اسلام، امام العاشقین، برہان الواصلین

حضرت خواجہ عالم

پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول رضی اللہ عنہ

اوران کے لختِ جگر، نورِ نظر، حامل علم لدنی، مادرزاد ولی اللہ، مردِ حق، مناظر اسلام

رئیس الفقہاء والمحدثین استاذ العلماء

فضیلۃ الشیخ حضرت خواجہ عالم

پیر نور محمد مرتضائی فنافی الرسول رضی اللہ عنہ

اوران کے خلف الرشید، شاگرد حمید، علوم مرتضائیہ کے امین پروردہ آغوشِ ولایت

حضور فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ ومولانا

نذیر احمد نقشبندی مرتضائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کی نظرِ عنایت اور فیضانِ کامل سے اس ادنیٰ خاکسار کو

دین متین کی خدمت کا موقع میسر آیا۔

(والحمد للہ علی ذٰلک)

اھداء

بندہ اپنی اس کاوش کو اپنے والدین اور تمام اساتذہ کے لیے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے خصوصاً اس محسن اہل سنت کے لیے جن کی شب و روز کی محنتیں علم اور علماء کرام کے لیے وقف رہیں، جن کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کے لیے ہے نظامِ تعلیم کو چلانے میں ایک لمحہ بھی اپنی ذات کی پرواہ نہ کی، دھوپ دیکھی نہ چھاؤں خاندان دیکھا نہ اپنی اولاد فقط ایک ہی فکر انہیں دامن گیر رہی کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کو چلانے کے سپاہی اور امت مسلمہ کے معمار کس طرح سدھارنے ہیں۔ غموں کے پہاڑ جس ذات کو دین متین کی تبلیغ سے ذرا بھی سرکا نہ سکے میری مراد میرے استاذ گرامی

جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حافظ الملۃ والدین

حافظ عبدالستار سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(ناظمِ تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط ضمیر احمد مرتضائی غفرلہ الباری

ابتدائیہ

الحمد للہ الذی ھدانا الصراط المستقیم والصلوٰۃ والسلام علی سید الھادین المبشرین المنذرین و علی الہ و اصحابہ المتعبین المتطھرین۔

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ﴿۱۴﴾ وَذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ﴿۱۵﴾ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿۱۶﴾ وَالۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ﴿۱۷﴾

(سورۃ الاعلیٰ)

ترجمہ: ”بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا، اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو۔“

ہمارے مسلمان ہونے کا حق یہ ہے کہ دستورِ خداوندی پر گامزن رہیں ایسے حیلے بہانے مت تراشیں جس میں در پردہ مخالفتِ قانونِ اسلام لازم آئے، چند بے بنیاد عقلی خیالوں کو جامۂ حقیقت پہنانے کی بے بنیاد کوشش میں رہنا خام خیالی ہے۔

سادہ لوح افراد کو غربت کا بھیانک خواب دکھا کر بیٹی کی شادی اور گھریلو نظام میں رکاوٹ کو ختم کرنے کے لیے سودی نظام سے ملوث کاروبار یا دیگر حرام کاروبار کو چلانے کی ترغیب دینا اور ڈینگیں مارتے پھرنا کہ ہم بے سہارا لوگوں کا سہارا بن رہے ہیں لیکن بے چارے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ذلت کے سہرے شیطانی نظام کی مسہری سجا رہے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کا مقصد عالم مجبوری میں بے کس و بے سہارا شخص کی تکلیفوں اور سختیوں کا مداوا کرنا ہے تو سیدھے راستے سے عین شریعت کے مطابق سہارا بنا جائے خواہ مخواہ علماء کرام اور دیگر صالحین پر کیچڑ اچھال کر کہنا کہ یہ ظلم کے خلاف فتویٰ نہیں دیتے یا یہ فلاں چوہدری کی بڑی جائیداد ہے اس کے خلاف فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ اس خدا کے بندے کو کون سمجھائے کہ علمائے کرام تو سبھی دن سے رات تک منبر و محراب میں بہ بانگ دہل دین خداوندی کی ترویج میں لگے ہوئے ہیں ظلم کو ظلم بتلاتے ہیں بے حیا کو حیا کا طریقہ سکھلاتے ہیں حرام خور کو حلال خوری کے ڈھنگ بتاتے ہیں۔ بے راہ روی پر گرے پڑے کو راہِ اعتدال پر چلنے کا سلیقہ سکھاتے ہیں۔ اگر کوئی چوہدری، زمیندار یا سیٹھ صاحب حلال روزی کماتے ہیں اور زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے ہیں تو کیا ان کی دولت و مال کو دیکھ جل بھن کر حرام خوری کا فتویٰ دے دیا جائے؟ ہرگز نہیں۔ کسی کے مال کو دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمہ وقت فضل تلاش کرتے رہنا چاہیے۔ اور یہ قانون ایسے صاحب کو یاد رکھنا چاہیے۔ ”ایک حرام کام سے دوسرے حرام کام کی حلت اور جواز تلاش نہیں کیا جاتا“ ایک حرام عمل اپنی جگہ اور دوسرا حرام کام اپنی جگہ ہے جو ایک گناہ کو کرے اس کو ایک کا گناہ اور جو دو کرے اسے دو کا گناہ ملتا ہے۔ اگر خدمت ہی مقصد ہے تو ایسے امور میں آپ اس طرح کریں کہ چند افراد مل کر ایک تنظیم

بنائیں جس میں مجبور شخص کی معاونت کے لیے ماہانہ رقم کی ادائیگی کی جائے اور جو احباب اس تنظیم میں رقم جمع کروائیں وہ اس رقم کو بطور قرض نہ دیں بلکہ ”ھبہ“ کر دیں۔ پھر اس جمع شدہ رقم سے غریبوں کی بیٹیوں کی شادی، مفلس اور تنگ حال احباب کو کاروبار کرنے کی سہولت مہیا کی جائے اور مجبور شخص کو آسان قسطوں کے ساتھ بغیر سود کے قرضہ دے دیا جائے، اب نہ تو انشورنس کی شکل میں سود کھانا پڑا اور نہ ہی لکی کمیٹی اور بولی کمیٹی وغیرہ کے ذریعے حرام کا لقمہ ہضم کرنا پڑا، بس یہ سمجھ لیا جائے کہ ارشادِ مصطفی ﷺ ہی سب کچھ ہے۔ سودی معاملات کو جائز کہنا محض اخبار کا اداریہ چمکانے کے لیے اور شہرت حاصل کرنے کا یہ بے بنیاد طریقہ ہے جس میں لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ناہنجارانہ رویہ کا استعمال سودی کمپنیوں سے حرام اجرت لینے کا ایک ڈھنگ ہے۔ یقیناً مسلمان ایسی بے سروپا باتوں کے جال میں پھنسنے والے نہیں کیونکہ انہیں مصطفی کریم ﷺ کی سچی پکی غلامی حاصل ہے۔ آج اس پرفتن دور میں جہاں ہم سایہ اسلاف سے محروم ہوتے جا رہے ہیں ساتھ ہی نت نئے مسائل اور بے ہودہ تشریحات سے لبریز اخبار و رسائل زور پکڑ رہے ہیں۔ کبھی وقت تھا کہ قرآن و سنت کا مغز یعنی فقہ سے عوام کو مسئلہ بتاتے تو عمل کرنے کے لیے یہی ان کی دلیل تھی جوں جوں عمل و اعتقاد میں ضعف پیدا ہونا شروع ہوا عوام الناس کا طبقہ مسائل فقہ کی بجائے دلائل فقہ کی بحث میں پڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ افسوس یہ نہیں کہ انہیں دلیلوں کا علم ہو جائے گا پریشانی اس امر کی ہے کہ دلائل سے بحث کرنے کے لیے جو علوم و فنون درکار ہوتے ہیں اس کی ہوا سے بھی مطلع نہیں ہوتے اور اپنی بے لگام عقل کے گھوڑے گھٹا ٹوپ گمراہیوں میں دوڑاتے پھرتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں عرض ہے کہ

وہ ذات ہمیں ہدایت کے آبِ حیات سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء

دارالعلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کے دارالافتاء میں ''لکی کمیٹی'' سے متعلق فتویٰ تحصیل تلہ گنگ سے ''جناب مقصود احمد صاحب'' نے دریافت کیا جس کا جواب اجمالی تو پہلے سے موجود تھا تفصیلی جواب کو بندہ ناچیز نے ۹؍اپریل ۲۰۱۲ء کو جامعہ نعیمیہ کے دارالافتاء میں لکھ کر دے دیا اور احباب کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ بولی والی کمیٹی اور پرچی والی کمیٹی سے متعلق آتے ہوئے سوالات کا جواب لکھ دیا جائے تاکہ اس کے ساتھ بولی والی کمیٹی اور پرچی والی کمیٹی سے متعلق شرعی وضاحت بھی آجائے جو بحمد اللہ تعالیٰ ۶ جون ۲۰۱۲ء تک دیگر فتاویٰ کی مصروفیات کے ساتھ مکمل کر کے دارالافتاء میں جمع کروا دیا گیا، اب دوست احباب کی محبت اس مواد کو چھپوانے کی طرف بڑھی تو سید منیر شاہ صاحب (مالک مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ لاہور) نے اس کے چھپوانے کی ذمہ داری کو بہ خوشی قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

رسالہ چھپوانے کے دوران ''لکی کمیٹی کی شرعی حیثیت'' کے نام سے ایک رسالہ نظروں سے گزرا، جسے مولانا عبد اللہ حنفی صاحب حفظہ اللہ نے لکھا۔

اس میں ایک عبارت یوں پائی: ''جس نے مذکورہ اسکیم کے تحت موٹر سائیکل لی اس پر فرض ہے کہ موٹر سائیکل واپس کرے اور ان سے اپنی جمع کردہ مقدار برابر رقم لے اور جتنا عرصہ موٹر سائیکل استعمال کی اس کے عوض کچھ لینا دینا نہیں۔ اگرچہ کتنا ہی عرصہ چلائی ہو کہ وہ مثل غصب (چھینی ہوئی چیز کی طرح) ہے اور غصب سے نفع حاصل کرنے کا عند الاحناف تاوان (چٹی) نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ غصب شدہ شے وقف

ہو یا مال یتیم تو پھر تاوان ہوگا۔ رد المحتار کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی گئی۔

پھر اس سے آگے لکھتے ہیں: ''اگرچہ کتنا ہی عرصہ اسے چلایا ہو اور اس استعمال کرنے کی وجہ سے کتنی ہی مارکیٹ Value کم ہوئی ہو اس کا بھی کوئی حساب کتاب نہ ہوگا ہاں البتہ اگر موٹر سائیکل کی کوئی چیز اس کے استعمال کی وجہ سے ٹوٹ گئی خراب ہوگئی ایسی کہ ناکارہ ہوگئی تو اس کا خرچہ ضرور لیا جاسکتا ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

النقصان انواع اربعة فالاول بتراجع السعر وهو لا يوجب الضمان فی جميع الاحوال اذا رد العين فی مكان الغصب والثانی بفوات اجزاء العين يوجب الضمان فی جميع الاحوال مختصرا۔

ترجمہ: ''نقصان کی چار قسمیں ہیں پہلی یہ کہ چیز کی بازاری قیمت کے حوالے سے کچھ نقصان ہوا ہو (یعنی قیمت کم ہوگئی ہو) تو کسی صورت میں اس کا تاوان نہیں لیا جاسکتا جب کہ مغصوبہ چیز واپس کر دی جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ چیز کے اجزاء میں سے کسی جزء کے ہلاک ہو جانے کا نقصان ہوا ہو تو ہر حال میں اس کا تاوان لیا جاسکتا ہے۔''

(رد المحتار کتاب الغصب جلد ۶، صفحہ ۱۸۸، دار الفکر بیروت)

یہاں تک مولانا کی عبارت مکمل ہوگئی۔

اس سے آگے ٹوٹی ہوئی چیز میں جانبین کو مصالحت کرنے کا لکھا ہے یہاں تک یہ بات سامنے آئی کہ اگر اس لکی کمیٹی کی صورت میں کسی شخص کی موٹر سائیکل نکل آئی

اور اسے خوف خدا آیا اس نے موٹر سائیکل واپس کرنا چاہی تو موٹر سائیکل کو جتنا عرصہ چلایا ہے اور اس کے استعمال سے جو کمی واقع ہوئی ہے وہ مثل غصب ہے اس نقصان کا کوئی ضمان نہیں ہے۔ بندہ ناچیز کی فکر قاصر میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ یہ معاملہ ایسے نہیں مولانا سے یہ تسامح واقع ہوا ہے۔ مولانا نے اس بات سے پہلے بہارِ شریعت کے حوالے سے بیع باطل کا حکم نقل کیا ہے:

''بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ شے پر اگر خریدار کا قبضہ بھی ہو جائے تب بھی خریدار اس کا مالک نہیں ہوگا اور خریدار کا وہ قبضہ امانت قرار پائے گا۔''

صاحب بہار شریعت نے اس سے آگے درمختار کا حوالہ دیا ہے اور درمختار میں ضمان واجب ہونے کے بارے اختلاف منقول ہے۔ قنیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ضمان دینا ضروری ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس پر فتویٰ ہے۔ اس کے تحت شامی میں ہے:

الا ان القول الثانی فی مسائلتنا مرجح۔

یعنی ضمان لازم ہونے والا قول ترجیح دیا ہوا ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار جلد۷، صفحہ ۲۴۶ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)
(النہر الفائق علی کنز الدقائق جلد۳، صفحہ ۴۱۸ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سر کی روڈ کوئٹہ) (کتاب المبسوط جلد۱۳ صفحہ ۹، مطبوعہ المکتبۃ الغفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ)

اس سے واضح ہوگیا کہ مثل غصب اور عین غصب میں فرق ہے۔ اب علامہ شامی علیہ الرحمہ کی جو عبارت کتاب الغصب سے نقل کی گئی عین غصب میں واضح ہے مثل

غصب میں نہیں۔ پھر جو عبارت نقل فرمائی گئی ہے اس میں بھی معاملہ غور طلب ہے کہ ''دعوی ہے جتنا عرصہ موٹر سائیکل استعمال کی اس کے عوض کچھ لینا دینا نہیں'' اور دلیل میں فرمایا گیا ہے ''اگرچہ کتنا ہی عرصہ اسے چلایا ہو اور اس استعمال کرنے کی وجہ سے کتنی ہی مارکیٹ Value (ویلیو) کم ہوئی ہو الخ (کیونکہ) علامہ شامی لکھتے ہیں:

النقصان انواع اربعة ...الخ

یعنی مولانا موٹر سائیکل کے استعمال سے ریٹ کم پڑنے کو مارکیٹ ویلیو کم ہونا ثابت کر کے پھر مارکیٹ ویلیو کے کم ہونے پر علامہ شامی علیہ الرحمہ کے قول "بتراجع السعر" کو چسپاں کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ اگر مولانا، علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ کی تھوڑی سی عبارت اور نقل فرماتے تو شاید یہ وہم نہ پڑتا اور شئ کے استعمال سے کم ہونے اور شئ کا مارکیٹ میں اتار چڑھاؤ کے سبب کم ہونے میں فرق دشوار نہ ہوتا۔ چنانچہ مولانا کی نقل کردہ عبارت سے آگے علامہ شامی علیہ الرحمہ کی عبارت اس طرح ہے:

والثالث یوجب الضمان فی غیر مال الربا نحوان یغصب حنطة فعفنت عنده أو اناء فضة فهشم فی يده ...الخ

(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد۹، صفحہ ۳۱۶، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

یعنی تیسری صورت ہے (وصف مرغوب کا فوت ہونا) یہ مال ربا کے غیر میں ضمان واجب کرتی ہے جیسے غصب شدہ گندم پاس پڑی پڑی خراب ہوگئی یا چاندی کا برتن غاصب کے ہاتھ میں ٹوٹ گیا۔'' اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ پہلی صورت ہے کہ مارکیٹ میں شئے کے بھاؤ میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہا جن دنوں غاصب نے شئ کو غصب

کیا تھا اس وقت اس کی مارکیٹ ویلیوز یادہ تھی اور جب یہ واپس دے رہا ہے تو اس وقت مارکیٹ میں اس کی ویلیو کم ہے۔ مثلاً چاندرات کو چیز غصب ہوگئی اور عید کے چند روز بعد واپس کر دی گئی اور اس سے آگے تینوں صورتوں میں شئ کا ذات یا ذات سے متعلق کے فوت ہونے اور ضائع ہونے کا ذکر ہے۔ دوسری صورت میں اجزاءِ عین اور تیسری صورت میں وصف مرغوب کے فوت ہونے پر ضمان کا بیان ہے اور چوتھی صورت میں اس معنیٰ اور خوبی کے فوت ہونے پر ضمان کا بیان ہے جس کی وجہ سے اس شئ میں رغبت کی جاتی ہے، اور یہ واضح اور ظاہر ہے کہ استعمال سے شئ کا وصف مرغوب فوت ہو جاتا ہے اور اگر اس سے کم ہو تو چوتھی صورت ہو جائے گی اور ان دونوں صورتوں میں ضمان سے چھٹکارا نہیں، تو اصل یہی ہے کہ یہ لکی کمیٹی کا عمل حرام ہے اور موٹر سائیکل کے لیے روپے دینے حرام ہیں اور جب اس سے خلاصی و چھٹکارا حاصل کیا تو موٹر سائیکل میں استعمال سے جتنی کمی واقع ہوئی ہے اسے لوٹانا ضروری ہے۔

تاکہ جانبین سے رضا و خوشی کے ساتھ اس معاملہ کو ختم کیا جاسکے ورنہ مالک کمیٹی کو ایسی موٹر سائیکل جو ”چھکڑا“ ہو چکی ہو یا اس سے کچھ بہتر بھی ہو اسے بغیر پیسوں کے واپس لینے کو کہی جائے اور اوپر سے اسے کہا جائے کہ یہ حکم شرعی ہے اسے مانو تو وہ اس کی واپسی کو کبھی قبول نہ کرے گا اور معاملہ جھگڑے تک جا پہنچے گا اور بیوع میں یہ قانون متفق علیہ ہے کہ ”امر مفضی الی المنازعۃ“ کو رد کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(المبسوط جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۵، مطبوعہ المکتبۃ الغفاریہ کوئٹہ)

لہٰذا استعمال شدہ موٹر سائیکل کی قیمت میں کمی کا فیصلہ مارکیٹ کے کاریگر اور ماہرین کا معتبر ہوگا۔ چنانچہ صاحب عنایہ، ہدایہ کی شرح میں اس بارے ایک جزیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

الاخذ بقول الغیر ھو المرجع فیما لم یشتھر من الشرع فیہ تقدیر۔۔۔۔ الخ

یعنی جس مسئلہ میں شریعت کی طرف سے اندازہ اور مقدار مشہور نہ ہو تو اس میں غیر کے قول کی طرف رجوع کیا جاتا ہے چنانچہ فرمانِ عالی شان ہے اگر تم نہیں جانتے تو (مہارت رکھنے والے) جاننے والے حضرات سے پوچھو اور اسی طرح شکارِ حرم کی سزا میں (شکار کیے ہوئے جانور کی قیمت لگانے کے بارے) فرمانِ الٰہی ہے: ”اس کا فیصلہ تم میں سے دو عدل والے کریں۔“ اور گواہی کے معاملہ میں دو مردوں کے لیے بصارت کی شرط رکھنا تو وہ اس لیے ہے کہ احکام کا فائدہ اس شخص سے حاصل ہوتا ہے جو اس معاملہ میں علم و مہارت رکھتا ہو تاکہ فیصلہ کرنے والے یہ دونوں مرد اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اھل الذکر“ کے تحت داخل ہو جائیں۔

العنایہ فی شرح الھدایہ جلد ۱، صفحہ ۱۱۰، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

اور یہ قیمت مالک کمیٹی کو موٹر سائیکل کی واپسی میں ادا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر گاڑی رکھنا چاہتا ہے تو نئی گاڑی کی موجودہ قیمت کے مطابق پیسے اپنی ادا کی ہوئی رقم سے کٹوتی کروا کے مالک کمیٹی کو دے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس کمیٹی کو ختم کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بخش دے اور ان کے ہر جائز معاملہ کو بہتر فرما دے۔

واللہ اعلم بالصواب

خادم العلم والعلماء فقط
ضمیر احمد مرتضائی غفرلہ الباری
شعبہ دارالافتاء
دارالعلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو. لاہور

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ

علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور، پاکستان۔

کمپیوٹر نمبر: 6440/12 daruliftajamianaeemia@gmail.com تاریخ: 10/12/12

بسم کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مروجہ نظام کمیٹی برائے موٹر سائیکل جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ ممبران ہر ماہ دو ہزار روپے جمع کرائیں گے اور ہر ماہ قرعہ اندازی ہوگی جس کے نام قرعہ نکلے گا موٹر سائیکل اس کو مل جائے گا اور آئندہ اس ممبر نے کسی قسم کی کمیٹی یا رقم جمع نہیں کرانی۔ اگرچہ موٹر سائیکل پہلی قرعہ اندازی میں نکلے یا کسی اور میں۔ یہ کل پچیس ماہ کمیٹی چلے گی آخری کمیٹی میں جتنے ممبر رہ جائیں گے ان سب کو موٹر سائیکل مل جائیں گے جن کی شرائط یہ ہیں:

۱۔ کمیٹی توڑنے کی صورت میں جمع شدہ رقم ہرگز واپس نہیں ہوگی۔

۲۔ کمیٹی نہ آنے کی صورت میں قرعہ اندازی میں نام شامل نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ مقررہ مدت تک کمیٹی نہ آنے کی صورت میں ۱۰۰ روپے یومیہ وصول کیے جائیں گے۔

اور خصوصیات میں شامل ہے کہ جتنے ممبر دیئے جائیں گے اتنا نفع ممبر دینے والے کو مفت دیا جائے گا۔

آیا اس کی اجازت بیوعات شرعیہ میں سے ہے یا نہیں اگر ہے تو کن قواعد و اصول سے ہے اور بیع کی کس قسم کے زمرے میں آتی ہے۔

اور اگر نہیں ہے تو کن قواعد واصول سے منع ہے اور اس بیع کا حکم کیا ہے اور اس میں حصہ لینے والے کے بارے کیا حکم ہے۔

قرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سائل

مقصود احمد

تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال ڈاکخانہ لیٹی

0302-4215212

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون اللہ الوہاب

آج کل عموماً موٹر سائیکل ٹریڈرز والے "لکی موٹر سائیکل کمیٹی"، "ہنڈا کمیٹی" یا اس کے علاوہ "لکی کمیٹی" کے نام سے کمیٹیاں چلا رہے ہیں۔ ایسی تمام کمیٹیاں شریعت کے اصولِ تجارت کے منافی ہیں جن کو چلانا یا ان میں حصہ لینا قطعاً جائز نہیں حرام ہے۔

ایسی کمیٹیوں میں وجہِ حرمت کیا بنتی ہے اس سے پہلے لکی کمیٹی کی چند مروجہ صورتیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

لکی کمیٹی کی مروجہ صورتیں

لکی کمیٹی کی رائج صورتوں میں ایک اہم شرط یہ ہوتی ہے کہ

۱۔ کمیٹی کے ارکان میں سے جس رکن کا موٹر سائیکل بذریعہ قرعہ اندازی نکل آتا ہے اس سے باقی ماندہ اقساط ختم ہوجاتی ہیں۔

۲۔ کمیٹی نہ آنے کی صورت میں قرعہ اندازی میں نام شامل نہیں کیا جاتا۔

۳۔ کمیٹی توڑنے کی صورت میں جمع شدہ رقم ہرگز واپس نہ ہوگی۔

۴۔ اس کمیٹی میں جتنے ممبر دیئے جائیں گے اتنا نفع ممبر دینے والے کو مفت دیا

جائے گا۔

صورت مسئولہ میں تو یہ سب شرائط پائی جارہی ہیں لیکن بعض لکی کمیٹیوں میں ہماری معلومات کے مطابق آخری شرط نمبر ۴ کو اختیار کیا گیا ہے اور بعض جگہ ایسا نہیں ہے۔

ان شرائط کے بعد اس کمیٹی کی صورت یوں ہوتی ہے کہ

(ا) مثلاً ہر ممبر کمیٹی -/6000 روپے ماہانہ قسط ادا کرتا ہے اور کمیٹی کا دورانیہ ۱۲ ماہ ہے تو اس لحاظ سے جس آدمی کی موٹر سائیکل پہلے مہینے کی قرعہ اندازی میں نکلے گی اس کو موٹر سائیکل -/6000 روپے میں پڑے گی اور باقی ماندہ قسطیں اس سے ساقط ہو جائیں گی اور جس آدمی کی موٹر سائیکل دوسرے مہینے نکلے گی اس کو موٹر سائیکل -/12000 روپے میں پڑے گی، اور باقی قسطیں اس سے ختم ہو جائیں گی۔ جبکہ آخری آدمی کو وہی موٹر سائیکل تمام قسطوں کی ادائیگی کے بعد -/72000 روپے میں پڑے گی۔

(ب) اسی طرح اگر مدت کمیٹی 30 ماہ ہو اور ہر ممبر پر ماہانہ -/1500 روپے قسط لازم ہو تو اس اعتبار سے جس آدمی کی موٹر سائیکل پہلے مہینے کی قرعہ اندازی میں نکلے گی اس کو موٹر سائیکل -/1500 روپے میں پڑے گی اسی طرح ہر ماہ -/1500 روپے بڑھتا جائے گا حتیٰ کہ آخری بندے کو وہی موٹر سائیکل دوسروں سے مہنگے داموں -/45000 روپے میں پڑے گی۔

(ج) اسی طرح اگر کمیٹی کی مدت 36 ماہ ہو اور ہر ممبر پر ماہانہ -/2200 روپے قسط لازم ہو تو پہلے مہینے جس کی کمیٹی نکلے گی اسے -/2200 روپے میں موٹر سائیکل پڑے گی اور جو آخر میں بچ گئے خواہ وہ پچاس ہوں یا سو آدمی ہوں سب کو موٹر سائیکل -/79200 روپے میں پڑے گی۔

(د) اسی طرح اگر مدت کمیٹی 25 ماہ ہو اور ہر ممبر پر ماہانہ -/2000 روپے قسط لازم ہو تو اس لحاظ سے جس آدمی کی موٹر سائیکل پہلے مہینے کی قرعہ اندازی میں نکلے گی اس کو موٹر سائیکل -/2000 روپے میں پڑی اور دوسرے مہینے کی قرعہ اندازی میں نکلنے والی موٹر سائیکل -/4000 روپے میں پڑے گی۔

سائل نے جو صورت بیان کی اور لکی کمیٹی کا لف پیپر بھی دکھایا اس میں کل ممبر کی تعداد بھی واضح کی گئی ہے کہ ٹوٹل ممبر -/150 ہیں۔ تو اس لحاظ سے 25 ماہ تک پچیس ممبران کو ہر ماہ -/2000 بڑھاتے ہوئے قرعہ اندازی کے ذریعے موٹر سائیکل دی گئی۔ 25ویں قرعہ اندازی کے بعد بقیہ تمام ممبران کو موٹر سائیکل دے دی جائے گی۔ یعنی 126 ممبران کو موٹر سائیکل پچاس ہزار کی پڑے گی۔

یہ وہ صورتیں ہیں جو مختلف مقامات سے ہم تک پہنچی ہیں اس کے علاوہ کئی ایک صورتیں رائج ہیں، ہوتا یہ ہے کہ کمیٹی کے مالکان لوگوں کو رغبت دینے کے لیے پہلی کمیٹی میں بڑا انعام رکھتے ہیں اسی طرح پہلی پانچ یا دس کمیٹیوں میں بعد میں نکلنے والی کمیٹیوں سے زیادہ انعام رکھتے ہیں۔ یہ سب ان مالکانِ کمیٹی کا لوگوں کو مائل کرنے اور زیادہ نفع میں کثیر تعداد کے ساتھ موٹر سائیکل بیچنے کا ایک انوکھا راستہ ہے۔ لیکن یہ راستہ شریعت کے راستوں سے دور لے جانے والا ہے۔

صورت مسئولہ کے مطابق موجودہ ''لکی کمیٹی'' میں چھ ناجائز خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱) قمار (جواء) (۲) غرر (دھوکہ) (۳) ربوٰا (سود)

(۴) شرطِ فاسد (۵) تعزیر بالمال (جرمانہ) (۶) حرام اُجرت

لکی کمیٹی میں جواء کا وجود

میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ جواء کی تعریف لکھتے ہیں:

کل لعب یشترط فیہ غالباً من المتغالبین شیئًا من المغلوب۔

(التعریف للجرجانی صفحہ ۲۶ مطبوعہ دار المنار للطباعۃ والنشر)

ترجمہ: ''ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط لگائی جائے کہ مغلوب کی کوئی چیز غالب کو دی جائے گی۔''

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ جواء کاروبار کے اندر ہو یا کھیل کے اندر لگایا جائے یہ ایک خود کھیل ہے جس میں شرط لگا کر اس بات کی تعیین کی جاتی ہے کہ ہارنے والے کی کوئی چیز غالب آنے والے کو دی جائے گی۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ ''جواء'' کی تعریف اور حکم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان القمار من القمر الذی یزداد تارۃ و ینتقص اخری و سمی القمار قمارا لان کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذہب مالہ الیٰ صاحبہ و یجوز أن یستفید من مال صاحبہ وھو حرام بالنص۔

ترجمہ: ''یعنی قمار کا لفظ، قمر (چاند) سے لیا گیا ہے چونکہ چاند بھی کبھی بڑھتا ہے اور کبھی کم ہوتا ہے اور قمار (جواء) کو قمار بھی اس لیے کہتے

ہیں کہ جواء لگانے والے فریقین میں ہر ایک کے بارے احتمال ہوتا ہے کہ ایک فریق کا مال دوسرا لے جائے اور دوسرا فریق پہلے کا مال حاصل کرلے (جس سے ہر فریق کے مال کا کم اور زیادہ ہونے کا احتمال ہوتا ہے) اور یہ عمل نص قطعی کی وجہ سے شرعاً حرام ہے۔''

(فتاویٰ شامی جلد ۹، صفحہ ۶۶۵، المکتبۃ الحقانیہ، پشاور)

اس کے علاوہ بھی فقہاء کرام نے جواء کی تعریفیں لکھی ہیں تمام تعریفات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے سامنے جواء کی یہ تعریف آتی ہے کہ جواء کہتے ہیں فریقین میں سے ہر ایک کا دوسرے کے ساتھ اپنے مال کو کسی غیر یقینی واقعے پر بغیر کسی عوض کے داؤ پر لگانے کا معاہدہ کرنا جس میں غالب، مغلوب کا مال لے جاتا ہے۔ جواء کی اس تعریف میں چار امور قابل توجہ ہیں۔

۱- معاہدہ دو یا دو سے زیادہ فریقوں کے درمیان طے ہوا اگر ایک طرف سے کچھ دینے کا عہد ہوگیا ہو اور دوسری طرف سے کچھ دینے کا وعدہ نہ ہوا ہو تو وہ ''جواء'' نہیں کیونکہ ہم نے تعریف میں فریقین کے معاملہ کی بات کی ہے۔

۲- اسی طرح اگر دو فریقوں کی بجائے تیسرا شخص جو اس معاہدہ میں شریک نہ ہو وہ اپنا مال دو فریقوں میں سے غالب آنے والے کو دیتا ہے تو وہ جوا نہیں، جیسے آج کل جیتنے والی ٹیم کو حکومت کا انعام وغیرہ دینا۔

۳- معاہدہ میں ایک دوسرے کے ساتھ اپنے مال کو کسی غیر یقینی واقعے پر موقوف رکھنا قرار پایا ہو یعنی جس کام کے ہونے یا نہ ہونے کا احتمال و شک ہو۔ لہٰذا اگر دوسرے کے مال کا حصول کسی یقینی اور قطعی واقعے پر موقوف ہو

جائے تو جواء نہیں مثلاً کوئی شخص دن کے وقت شرط لگائے کہ اگر آج رات ہو گئی تو تم مجھے ایک لاکھ روپے دو گے اور اگر رات نہ ہوئی تو میں تم کو ایک لاکھ روپے دوں گا، اسی طرح سورج کے طلوع ہونے یا غروب ہونے پر شرط رکھنا جواء نہیں کیونکہ یہ کام دستورِ خداوندی کے مطابق ایک قطعی اور یقینی امر ہے جس کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ نظروں سے اوجھل نہیں اور نہ ہی اس میں رسک لیا جارہا ہے۔

۴۔ مال کو داؤ پر لگانا کسی عوض کے بغیر ہو تو جواء ہوگا ورنہ جواء نہیں ہوگا جیسے کوئی شخص اپنے سامان کی اصل قیمت کے ساتھ "انعامی کوپن" کی سکیم چلا لیتا ہے تاکہ لوگوں کو اس سامان کے خریدنے کی رغبت پیدا ہو۔ مثلاً ایک بسکٹ کا پیکٹ -/15 روپے کا ملتا ہے اور وہی بسکٹ کا پیکٹ "انعامی سکیم" کے ساتھ -/15 روپے میں ملے تو جائز ہے جواء نہیں ہے اور اگر "انعامی اسکیم" کے ساتھ بسکٹ کا پیکٹ -/15 روپے کی بجائے -/20 روپے میں ملتا ہے اور انعامی اسکیم کے بغیر 15 روپے میں ملتا ہے تو 20 روپے میں اس بیکٹ کو خریدنا جواء ہے کیونکہ اس میں "انعامی اسکیم" کے ذریعے -/5 روپے کو داؤ پر لگایا گیا ہے اور پانچ روپے کے عوض کوئی چیز نہیں ہے۔

لہٰذا ان وضاحتوں کے مطابق تمام لاٹریاں، معمہ وغیرہ خالصۃً جواء ہیں جواء کی تعریف واضح ہونے کے بعد اب ذرا "لکی کمیٹی" کی صورت کو ایک نظر دیکھئے اور اپنے دل سے پوچھیے کہ لکی کمیٹی جواء ہے یا نہیں؟ "لکی کمیٹی" میں ممبر کمیٹی اپنی رقم کو دیتے وقت اس تمنا میں ہوتا ہے کہ اس کی پہلی کمیٹی نکل آئے یا پہلی پانچ کمیٹیوں کے اندر اندر کمیٹی نکل آئے اور ہر کمیٹی ممبر دوسرے ممبر کا فریق ہوتا ہے۔ تو یہاں فریقین میں سے ہر

فریق (ممبر) تمنا کرتا ہے اور اسی امید پر وہ لکی کمیٹی میں حصہ لیتا ہے کہ میری کمیٹی دوسرے سے پہلے نکل آئے اب جس کی کمیٹی دوسرے سے پہلے نکل آئے گی وہ دوسرے شخص کا مال لے جائے گا کیونکہ جتنے ممبر کمیٹی ہوتے ہیں موٹر سائیکل ان سب کے پیسوں سے لی جاتی ہے اور قرعہ اندازی میں جو غالب آجائے اسے وہ موٹر سائیکل دے دی جاتی ہے۔ اسی کو جواء کہتے ہیں۔

خیال رہے کہ یہاں فریقین اپنے مال کو غیر یقینی امر میں داؤ پر لگا رہے ہیں یعنی کسی کو یہ یقین حاصل نہیں ہوتا کہ اس کی پہلی کمیٹی نکلتی ہے یا دوسری یا تیسری۔ اسی طرح یہ معاہدہ بغیر عوض کے مال کو داؤ پر لگانا ہوا گذشتہ مثال میں -/15 روپے والے بسکٹ کو "انعامی اسکیم" کی وجہ سے -/20 روپے میں بیچنا ناجائز اور جواء اس لیے ٹھہرا تھا کہ اس میں پانچ روپے کو داؤ پر بغیر کسی عوض کے لگایا جارہا ہے۔

اور لکی کمیٹی میں مکمل کمیٹی ہی بغیر عوض کے داؤ پر لگائی جارہی ہے یہاں تک ہمارے سامنے لکی کمیٹی میں جواء کے وجود کی وضاحت آگئی کہ "لکی کمیٹی میں ہر ممبر دوسرے ممبر کا فریق ہوتا ہے اور دونوں فریقوں میں سے ہر ممبر لکی کمیٹی میں حصہ لے کر ایک دوسرے کے ساتھ اپنے مال کو، ایک غیر یقینی معاملہ میں کسی عوض کے بغیر داؤ پر لگاتے ہیں جس میں پہلی کمیٹی پانے والا غالب ہو جاتا ہے اور وہ بقیہ مغلوب ممبران کا مال لے جاتا ہے، اسی طرح دوسری، تیسری اور آخر تک جس کی کمیٹی نکل آئی وہ غالب ہے جو بقیہ مغلوب ممبران کا مال لے جاتا ہے۔"

یہاں ایک بات پیش نظر رکھیں کہ بعض "لکی کمیٹی" والے لکی کمیٹی کو جائز کرنے کے لیے ایک حیلہ کرتے ہیں کہ ہر ممبر کمیٹی کو ہر دفعہ کوئی چیز دے دیتے ہیں۔ مثلاً ڈنر سیٹ، کبھی واٹر سیٹ، پنکھا، استری وغیرہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کی بھی قرعہ اندازی کر

دیتے ہیں اور کبھی اس سے بھی چھوٹی چیز جس کی مالیت ماہانہ کمیٹی کی دسویں حصے کو بہ مشکل پہنچتی ہے۔ یہ دونوں طریقے بھی ناجائز ہیں۔ پہلا اس لیے کہ اس میں بھی موٹر سائیکل کی طرح قرعہ اندازی کر کے غیر یقینی امر میں بغیر عوض کے مال کو داؤ پر لگایا جا رہا ہے۔ اور یہ ناجائز ہے دوسرا طریقہ اس واسطے ناجائز ہے کہ اس میں لکی کمیٹی کی طرف رغبت دینے کے لیے یہ چیزیں اس واسطے دی جاتی ہیں تا کہ لکی کمیٹی کے ممبران کی تعداد کم نہ ہو اور ممبر کمیٹی ان چیزوں کو لکی کمیٹی کی وجہ سے اپنی ماہانہ کمیٹی کے بدلے میں قبول کر رہا ہوتا ہے ورنہ ماہانہ کمیٹی کی مالیت کے عوض ایسی چھوٹی چھوٹی چیزیں ممبر کمیٹی کبھی قبول نہ کرے۔ جیسے -/15 روپے والے بسکٹ کو -/20 روپے میں ''انعامی سکیم'' کی تمنا سے ہی لیا جاتا ہے اگر چہ اس میں سے بطور انعام ایک روپیہ نکلے یا وہ بھی نہ نکلے۔ لیکن ''انعامی اسکیم'' کے بغیر کبھی -/15 روپے کا بسکٹ -/20 روپے میں نہیں خریدے گا اور شریعت میں یہ قانون واضح ہے کہ حرام کا ذریعہ اور واسطہ بھی حرام ہوتا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے انعامات بھی ''لکی کمیٹی'' کو بحال رکھنے کے ذرائع ہیں۔ جب لکی کمیٹی حرام ہے تو اس کے یہ ذرائع بھی حرام ٹھہرے۔ سو ہمارے سامنے لکی کمیٹی کے بارے حکم شرعی واضح طور پر آگیا کہ یہ ''لکی کمیٹی'' نہیں بلکہ ''جواء کمیٹی'' ہے۔ جو قطعی طور پر حرام ہے۔

اور جواء کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہے۔

۱- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ (بقرہ:۲۱۹)

ترجمہ: ''لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ شراب اور جوئے کا کیا حکم

ہے؟ آپ کہیے ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے، اور کچھ اس میں (دنیاوی) منافع بھی ہیں لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔''

۲- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ (مائدۃ:۹۰)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! شراب، جواء، بت اور پانسے (فال نکالنے والے تیر) یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے بچو، تا کہ تم فلاح پاؤ''

۳- اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (مائدۃ:۹۱)

ترجمہ: ''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے کیا تم ان چیزوں سے باز آنے والے ہو۔''

مسند احمد بن حنبل میں اس آیہ کریمہ کے شان نزول کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت شراب پینے اور جواء کھیلنے کی رخصت تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اس کی بابت دریافت کیا تو اس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی (جس سے شراب اور جواء تا قیامت حرام

ہو گئے)(مسند احمد جلد۲، صفحہ ۳۵۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ ”جواء کی حرمت کے متعلق“ فرماتے ہیں:

عن عبدالله بن عمرو ان النبی ﷺ نهی عن الخمر والمیسر والکوبة وَالْغُبَیْرَاء۔

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انگور کی شراب، جوئے، طبل اور جوار کی شراب سے منع فرمایا ہے۔“

(ابو داؤد، جلد: ۲، صفحہ: ۱۶۳، مطبوعہ مطبعہ مجتبائی پاکستان لاہور)

توجہ فرمائیے! جواء کا ذکر قرآن مجید میں شراب اور بت پرستی ایسے بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

۲-لکی کمیٹی میں غَرَر (دھوکہ) کا وجود

غرر کا معنی دھوکہ آتا ہے۔

شریعت میں غرر کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الائمہ امام سرخسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

الغرر ما یکون مستور العاقبة۔

(المبسوط جلد۱۲، صفحہ ۱۹۴ مطبوعہ دار المعرفة بیروت ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۳ء)

غرر اس شئ کو کہتے ہیں جس کا انجام پوشیدہ ہو۔

امام کاسانی علیہ الرحمہ ”بدائع الصنائع“ میں فرماتے ہیں:

الغرر هو الخطر الذی استوفی فیه طرف الوجود والعدم بمنزلة الشك۔

(بدائع الصنائع جلد۴، صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

ترجمہ: ”غرر وہ خطر پر مبنی ایسے معاملے کو کہتے ہیں جس میں وجود وعدم کی دونوں طرفیں شک کے درجہ کی طرح برابر ہوں۔“

جب غرر کی وضاحت سامنے آگئی تو ”لکی کمیٹی“ میں غرر کا عنصر ملاحظہ کیجیے ”لکی کمیٹی میں ہر ممبر کمیٹی کی ادائیگی کے وقت جو معاملہ کرتا ہے۔ اس معاملہ کا انجام اس شخص پر پوشیدہ ہوتا ہے اور یہ معاملہ چونکہ خطر پر مبنی ہوتا ہے کہ نقصان ہونے یا نہ ہونے، نفع ہونے یا نہ ہونے میں برابر کا شک پایا جاتا ہے، جس میں معاملہ کا انجام پوشیدہ رہ جاتا ہے، اور انجام کی پوشیدگی میں دھوکہ پایا جاتا ہے یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ تجارت میں نفع ونقصان کی حیثیت اور ہے کہ تجارت میں مالِ تجارت کا وجود پہلے ہوتا ہے اور اس مالِ تجارت پر نفع ونقصان بعد کی بات ہوتی ہے جبکہ غرر دخَطَر میں بعینہ مال ہی وجود وعدم میں مشکوک ٹھہرا ہوا ہوتا ہے اور اس مال کا انجام پوشیدہ ہے کہ کسی ایک ممبر کو یہ مال زیادہ مل جائے تو اسے نفع ہو جائے اور دوسرے کو نقصان ہو جائے۔ چونکہ لکی کمیٹی میں مال کا انجام پوشیدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ غرر (دھوکہ) پر مبنی ہوا۔ اور غرر کے بارے ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (البقرۃ:۱۸۸)

ترجمہ: ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔“

علامہ ابن عربی اور علامہ قرطبی علیہما الرحمہ ”اکل باطل“ کے تحت دس ایک ناجائز معاملات گنوانے کے بعد فرماتے ہیں:

ولا تخرج عن ثلاثة اقسام وهی الربا والاكل بالباطل والغرر و یرجع الغرر بالتحقیق الی

الباطل فیکون قسمین۔

(احکام القرآن لابن عربی: جلد:۱، صفحہ:۲۴۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

ترجمہ: ”اور یہ تمام ناجائز معاملات کی اقسام، تین قسموں سے باہر نہیں ہیں اور وہ تین قسمیں ہیں۔ (۱) سود (۲) ناحق طریقے سے کھانا (۳) دھوکہ اور تحقیقی بات یہی ہے کہ غرر بھی ”اکل باطل“ یعنی ناحق طریقے سے مال کو کھانے کی قسم میں داخل ہے تو اس طرح کل ناجائز معاملات کی دو قسمیں ہوگئیں۔ (۱) سود (۲) ناحق طریقے سے مال کھانا۔

امام قرطبی بھی ناجائز معاملات کا ذکر ”اکل باطل“ کے تحت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

لانہ من باب بیع القمار والغرر والمخاطرۃ۔

(احکام القرآن للقرطبی جلد:۵، صفحہ:۱۵، مطبوعہ دار الکتب المصریۃ القاھرۃ)

ترجمہ: ”کیونکہ ان ناجائز معاملات میں قمار، غرر اور خطر کی خرابی پائی جاتی ہے۔“

سو معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں ”غرر“ کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ جس کو مفسرین نے ناحق طریقے سے مال کھانے کے تحت بیان فرمایا اور اس کی حرمت کو واضح فرمایا۔ غرر کے متعلق مختلف احادیث مبارکہ میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اختصاراً جناب ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی جاتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع الحصاۃ وعن بیع الغرر۔

(صحیح مسلم، کتاب البیوع، رقم الحدیث (۳۶۹۱) مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ،

استنبول) (سنن ابوداؤد، باب فی بیع الغرر، رقم الحدیث (۳۳۷۶) مطبوعہ دار احیاء السنۃ النبویۃ، بیروت) (جامع الترمذی، البیوع، رقم الحدیث (۱۲۳۳) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت) (سنن ابن ماجہ کتاب التجارات، رقم الحدیث (۲۱۹۴) مطبوعہ شرکۃ الطباعۃ العربیہ، الریاض)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے کنکری مار کر بیع کرنے اور غرر کی بیع سے منع فرمایا۔“

(4،3) لکی کمیٹی میں سود اور شرطِ فاسد:

”لکی کمیٹی“ میں بعض نے یہ شرط لگائی ہے کہ ”مسلسل دو کمیٹیاں ادا نہ کرنے کی صورت میں وصول شدہ رقم ضبط کر لی جائے گی۔ جس کو ممبر کمیٹی چیلنج نہیں کر سکتا۔“ اور بعض مالکانِ کمیٹی نے اس شرط کو ”دوسرے طریقے سے اسی طرح لگایا ہے۔ ”کمیٹی توڑنے کی صورت میں جمع شدہ رقم ہرگز واپس نہ ہوگی۔“ اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی بھی کمیٹی ہو عام پرچی والی ہو یا بولی والی کمیٹی ہو یا لکی کمیٹی ہو، کمیٹی ڈالنے کے بعد توڑنا کسی مجبوری کے باعث ہو یا جان بوجھ کر کمیٹی توڑ دے تو اس توڑنے کی سزا میں آپ اس ممبر کی گذشتہ کمیٹیاں ضبط نہیں کر سکتے۔

عام پرچی والی کمیٹی جائز ہے لیکن اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھیں کہ اگر کوئی ممبر کمیٹی توڑتا ہے تو اس کی جمع شدہ رقم واپس کر دیں اگر کمیٹی واپس نہ کی تو سب ممبر اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔ مگر یہ کہ کوئی ممبر اپنے حصے کے روپے کمیٹی توڑنے والے کو واپس کر دے تو یہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ لیکن باقی خرابیاں اس میں باقی رہیں گی۔ اس قدر خیال رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ مال جمع کر کے کمیٹی کی صورت میں معاونت کرنا جائز ہے لیکن یہ تمام پیسے بھی ممبران کے مشترکہ ہوتے ہیں اور ہر ممبر

پرچی کے ذریعے نکلنے والی کمیٹی میں ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں۔ یہ معاملہ معاونت کی حد تک تو جائز ہوا لیکن کمیٹی چھوڑنے والے کے مال کو ضبط کرنے کا ہمیں کس نے اختیار دیا ہے؟ ایک تو وہ مال دے کر ہماری معاونت کر رہا ہے اور دوسرا ہم اس معاونت والے مال پر غاصب بن کر بیٹھ جائیں تو یہ کہاں کا انصاف ہوگا؟ اگر چہ اس نے آخری کمیٹی تک معاونت کا وعدہ کیا ہے اگر تو وہ جان بوجھ کر توڑ رہا ہے تو اس کی گردن پر خلاف ورزی کا گناہ ہے کسی اور پر نہیں اور اگر مجبوری کے باعث ہے تو اللہ تعالیٰ اسے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن ہمیں اس کی وعدہ خلافی پر یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کا مال غصب کر لیں کیونکہ یہ وعدہ معاونت و مدد کرنے کا ہے کسی قرض کی ادائیگی کا نہیں ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ معاملہ کے اندر ایسی شرط لگانا ناجائز اور فاسد ہے اور "ہر وہ شرط جو معاملہ میں ناجائز و فاسد ہو اسے باقی رکھنا حرام ہے اور توڑنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے معاملہ کو بیع فاسد کہتے ہیں اگر بیع کا وقوع ہو جائے ورنہ یہ بیع باطل ہے۔"(۱)

جبکہ "لکی کمیٹی" میں اس ناجائز شرط کو باقی رکھا جاتا ہے لکی کمیٹی میں ناجائز شرط لگنے سے ایک اور شرعی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس میں سود کا عنصر بھی پایا جاتا ہے کیونکہ سود کہتے ہیں:

كل قرض جر منفعة فهو ربا۔

ترجمہ: "یعنی ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے۔"

(کنز العمال رقم الحدیث ۱۵۵۱۶ جلد ۳، صفحہ ۲۳۸، مطبوعہ مؤسسة الرسالہ بیروت)

لکی کمیٹی میں تمام ممبران جو روپے معاونت کے طور پر دیتے ہیں یہ روپے قرض ہوتا ہے اور یہ قرض ہر ممبر کی طرف سے کمیٹی نکلنے والے ممبر پر مشترکہ طور پر ہوتا

ہے۔ اب جس کی کمیٹی نکلی ہے اس کا حق بنتا ہے کہ اس قرض کی ادائیگی کرے۔ لیکن لکی کمیٹی میں یہ طے شدہ معاملہ ہوتا ہے کہ جس کی کمیٹی نکل گئی وہ باقی کمیٹیاں نہیں دے گا۔

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد: ۱۷، ص: ۱۱۵، ۱۴۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ایک تو یہ کہ جس ممبر کی کمیٹی نکل آتی ہے اس کی گردن پر مرتے دم تک قرض باقی رہے گا۔ دوسرا اس میں سود اس طرح پایا گیا کہ تمام ممبران کمیٹی جو اپنی کمیٹی دیتے ہیں یہ کمیٹی بطور قرض دی جاتی ہے اس واسطے تمام ممبران کمیٹی اپنی کمیٹی (جو کہ قرض ہے) کے ذریعے نفع لینے کی امید رکھتے ہیں کہ ہماری کمیٹی نکل آئے اور ہم سے باقی کمیٹیاں معاف ہو جائیں۔ جبکہ ہر قرض جس سے نفع لینا مقصود ہو وہ حرام اور سود ہوتا ہے اور لکی کمیٹی میں قرض پر نفع لیا بھی جاتا ہے لہٰذا لکی کمیٹی میں سود بھی پایا جاتا ہے۔

سود کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾

(البقرة: ۲۷۵، ۲۷۶)

ترجمہ: "جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن (گنہگاروں کی صف میں) اس شخص کی طرح ہی کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے

چھو کر دیوانہ کر دیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ خرید و فروخت اور سود ایک جیسے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال رکھا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آگئی پھر وہ (سود) سے باز آگیا تو (سود کی حرمت آنے سے پہلے پہلے) جو لے چکا وہ اسی کا ہو گیا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے اور جس نے دوبارہ سود کو لیا تو وہی لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (یاد رکھو!) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں فرماتا۔"

اس سے ذرا آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور باقی بچے ہوئے سود کو چھوڑ دو (اور سچی توبہ کرلو) اگر تم مومن ہو۔"

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

ترجمہ: "پس اگر تم ایسا نہ کرو (یعنی سود لینے سے باز نہ آؤ) تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ سن لو، اور اگر

تم توبہ کرلو تو تمہارے اصل مال تمہارا حق ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ ظلم کیے جاؤ۔"

سود کی احادیث میں بڑی مذمت آئی ہے۔

"امام مسلم اور امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کے معاملہ کی گواہی دینے والے اور سود کے لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا یہ سب برابر ہیں۔"

(صحیح مسلم، باب الربا جلد۲ صفحہ ۲۷، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)
(ابوداؤد، کتاب البیوع جلد۲ صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور)

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انسان سود کا جو ایک درہم وصول کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک اسلام میں تینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔"

(مسند احمد ابن حنبل حدیث عبداللہ ابن حنظلة جلد۵، صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت) (الدرالمنثور جلد:۱، صفحہ: ۳۶۷، مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی، ایران)

امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جس رات مجھے معراج کرائی گئی مجھے ایک ایسی قوم کے پاس سے گزارا گیا جن کے پیٹ کوٹھڑیوں کی طرح تھے ان کے پیٹوں

میں باہر سے سانپ دکھائی دے رہے تھے میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون ہیں۔ عرض کی یہ لوگ سود کھانے والے ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سود کے ستر گناہ ہیں اور ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔''

(سنن ابن ماجہ، ص: ۱۶۴، ۱۶۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

قرآنی آیات اور احادیث سے ہمیں سود کی جس قدر حرمت اور سزا کا علم ہوا اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) اور لکی کمیٹی کے علاوہ جو بھی سودی نظام پر مشتمل کاروبار ہیں۔ مثلاً بنکاری نظام، انشورنس وغیرہ ان میں شرکت کرنا، ملازمت کرنا حرام ہے۔ کیونکہ جو کام حرام ہوتا ہے اس میں معاونت بھی حرام ہے اور اجرت بھی حرام ہوتی ہے۔

۵- مالی جرمانہ

لکی کمیٹی میں مالی جرمانہ کی خرابی بھی پائی جاتی ہے کہ جو بندہ دو کمیٹیاں مسلسل نہ دے گا اس کو بطور جرمانہ گذشتہ کمیٹیاں ضبط کرنے کی سزا دی جاتی ہے۔ یا مثلاً 20 تاریخ کے بعد 100 روپے یومیہ جرمانہ کے ساتھ کمیٹی وصول کی جائے گی'' کا کہنا یہ سب ناجائز ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اس بارے رقم طراز ہیں:

''وہ نوٹ لکھوانا یا روپیہ جمع کرا کر ضبط کرنا یا گناہ پر مالی جرمانہ ڈالنا یہ سب حرام ہے۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰی وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) اپنے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ) مالی جرمانہ منسوخ ہو گیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ ج: ۲۱، ص: ۳۷۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

۶- حرام اُجرت

''جب لکی کمیٹی کا کئی وجوہ سے حرام ہونا ثابت ہو گیا تو یہ بات واضح ہو گئی کہ صورت مسئولہ میں جو یہ کہا گیا کہ

''اور خصوصیات میں شامل ہے کہ جتنے ممبر دیئے جائیں گے اتنا نفع ممبر دینے والے کو مفت دیا جائے گا۔''

کے بارے حکم شرعی یہ ہے کہ ممبر تیار کر کے آگے دینا اور اس کے بدلے نفع لینا یہ اجرت ہے اور حرام کام پر اجرت بھی حرام ہوتی ہے جیسے داڑھی منڈوانا حرام ہے تو اس کی اجرت دینا اور لینا حرام ہے لہٰذا لکی کمیٹی میں یہ صورت بھی حرام ہے۔''

اس قدر کثیر دلائل کی موجودگی میں اگر پھر بھی ہم اس حرام کام کرنے والے کو ''خوش نصیب'' کہیں تو شریعت کے ساتھ مذاق کرنا ہو گا جو کہ جائز نہیں۔ لکی کمیٹی کے کئی ایک پمفلٹ پر ''خوشخبری'' اور ''جس خوش نصیب کی کمیٹی نکل آئے گی وہ آئندہ کمیٹی نہیں ادا کرے گا'' ایسے الفاظ لکھے ہوتے ہیں اور ایک پمفلٹ پر لکھا ہوا تھا ''پہلی قرعہ اندازی 25 جنوری کو انشاء اللہ ہو گی''

جب یہ بات ہم پر واضح ہو گئی ہے کہ لکی کمیٹی ایک نہایت حرام کام ہے تو اس کے لیے ''خوشخبری'' ''خوش نصیب'' اور ''انشاء اللہ'' ایسے الفاظ بولنا حرام ہے اور کوئی ان

الفاظ کو جائز سمجھ کر لکھے یا پڑھے باوجو اس کے کہ وہ اسے حرام ہونا جانتا ہے۔تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ شریعت کے حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی۔اس واسطے ایسے تمام امور سے بچیں۔

میں آخر میں اپنے مسلمان بھائیوں سے التجاء کروں گا کہ خدارا ایسے حرام کاموں کو معمولی نہ سمجھیں انہی کاموں سے کاروبار میں بے برکتی، چہروں کی رونق کا ختم ہونا، بچوں میں بیماری، گھروں میں ناچاقی، دل کی بے اطمینانی، سب کچھ ہمارے اپنے اعمال سے رونما ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حلال رزق کھانے اور کھلانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ (مفتی) ضمیر احمد مرتضائی غفرلہ الباری

دار العلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

4-9-2012

دار الافتاء جامعہ نعیمیہ

علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور، پاکستان۔

تاریخ: 10/12/12 darulifta jamianaeemia@gmail.com کمپیوٹر نمبر: 6441/12

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا پرچی والی کمیٹی اور بولی والی کمیٹی لکی کمیٹی کی طرح ناجائز ہے یا نہیں؟ اور پرچی والی کمیٹی میں مالک کمیٹی (چیف کمیٹی) کا اپنے لیے پہلی ایک یا دو کمیٹیاں رکھنا آیا شرط جائز ہے یا نہیں؟

السائل

سید محسن رضا

داروغہ والا، لاہور

الجواب بعون اللہ الوھاب

قرعہ اندازی کا ثبوت ہمیں قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ (آل عمران: ۴۴)

ترجمہ: ''اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں۔''

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿۱۴۱﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۴۱)

ترجمہ: ''قرعہ ڈالا تو (جناب یونس علیہ السلام) دھکیلے ہوؤں میں ہو گئے۔''

سو قرعہ اندازی اور پرچی کے ساتھ کمیٹی نکالنا ان نصوص کے پیشِ نظر مستحب عمل ہے۔ البتہ اس میں اگر کوئی شرطِ فاسد لگا دی جائے تو فسادِ شرط سے اس عمل مستحب میں خرابی پیدا ہوگی بذاتہ ناجائز نہیں ہے۔ مثلاً کمیٹی تاخیر سے دینے والے کو جرمانہ کرنا یا کمیٹی توڑنے کی صورت میں اداشدہ رقم ضبط کرنا یہ ناجائز ہے اور اگر ان شرائط سے پرچی والی کمیٹی خالی ہو تو جائز ہے۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مالی جرمانہ کو اصطلاحِ فقہاء میں تعزیر بالمال کہتے ہیں اور تعزیر بالمال کے دو مطلب فقہاء کرام نے بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

و افاد فی البزازیة ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساك شیء من ماله عند مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لا أن یاخذه الحاکم لنفسه او لبیت المال کما یتوهم الظلمة اذ لا یجوز لاحدمن المسلمین اخذ مال أحد بغیر سبب شرعی و فی المجتبی لم یذکر کیفیة الأخذ. وأری ان یاخذها فیمسکها، فان أیس من توبته یصرفها الی ما یری. و فی شرح الآثار: التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ. اھ

ترجمہ: ”علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق میں بزازیہ سے یہ بات بیان فرمائی کہ ”تعزیر بالمال کا معنیٰ ہے شئ کو اس کے مال سے

ایک مدت تک روکا جائے تاکہ اس سے کچھ ڈانٹ ڈپٹ ہو جائے پھر حاکم اس روکے ہوئے مال کو مالک کی طرف واپس لوٹا دے، یہ معنیٰ نہیں ہے کہ حاکم اس مال کو اپنے لیے یا بیت المال کے لیے ضبط کرے جیسا کہ ظالموں نے اس کا وہم کرلیا ہے کیونکہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کے لیے جائز نہیں کہ بغیر سبب شرعی کے کسی کا مال لے، اور مجتبیٰ میں ہے کہ حاکم کا مال کو لینے کی کیفیت کا ذکر نہیں کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ حاکم اس مال کو لے کر روک لے پھر اگر حاکم اس مجرم کی توبہ سے مایوس ہو چکا ہے تو مال کو جدھر بہتر سمجھتا ہے پھیر دے۔“ اور شرح الآثار میں ہے:

”تعزیر بالمال ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا۔“

(سو تعزیر بالمال کا معنیٰ مال روکنا ہو تو جائز ہے اور مال پر قبضہ کرنا ہو تو ناجائز ہے۔)

(ردالمحتار علی الدر المختار، ج:٦، ص:٩٨، مطبوعہ المکتبة الحقانیہ محلہ جنگی پشاور)

اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مالی جرمانہ منسوخ ہوگیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔“

(فتاوی رضویہ، ج:٢١، ص:٢٧٣، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

لہٰذا تعزیر بالمال کا پہلا مطلب کہ مال کو روکنا، یہ جائز ہے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی روایتِ جواز کا محمل بھی یہی ہے اور دوسرا مطلب ہے کسی مجرم کے مال کو ضبط کرنا یہ ناجائز اور حرام ہے۔

یہاں تک یہ بات ثابت ہوگئی کہ پرچی والی کمیٹی میں ناجائز شرط کا وجود نہ ہو تو

یہ جائز ہے اور یہ لکی کمیٹی اور بولی والی کمیٹی کی طرح ناجائز نہیں۔ اب رہ گیا دوسرا مسئلہ کہ پرچی والی کمیٹی میں مالک کمیٹی کا اپنے لیے پہلی کمیٹی رکھنا تو اس بارے میں یہ سمجھ لیا جائے کہ کمیٹی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہوتا ہے اور اس ماہانہ معاونت میں کسی ایک بندہ کا انتخاب کیا جاتا ہے اور یہ انتخاب باہمی رضامندی کے تحت ہوتا ہے اور اس باہمی رضامندی کا ایک ذریعہ پرچی اور قرعہ اندازی ہے۔ سو اصل پرچی کا مقصد کسی ایک ممبر کے بارے باہمی رضامندی کا حصول ہوا تو جس طرح باہمی رضامندی کا حصول قرعہ اندازی سے حاصل ہوتا ہے اسی طرح قرعہ اندازی کے بغیر بھی حصول ممکن ہے۔ جب حصولِ رضا ایک عام ممبر کے لیے ممکن ہے تو مالک کمیٹی کے لیے بطریق اولیٰ ممکن ہے اور تمام ممبرانِ کمیٹی پرچی والی کمیٹی میں ایسی شرط کو مالکِ کمیٹی کے حق میں اس واسطے قبول کرتے ہیں کہ ان کے سامنے کمیٹی اکٹھی کرنا اور ان روپوں کو سنبھالنے کی ذمہ داری ایسے پریشان کن امور ہوتے ہیں۔ سو مالکِ کمیٹی کا اپنے حق میں باہمی رضامندی قبول کروانے کی شرط رکھوانا دراصل ممبرانِ کمیٹی سے اپنے لیے معاونت میں ترجیح دلوانا ہے اور وجہ ترجیح یہاں مالک کمیٹی (چیف کمیٹی) کا کمیٹی جمع کرنے کی مشقت اور پیسوں کو سنبھالنے کی صعوبت و دشواری ہے۔ سو پرچی والی کمیٹی شرائط صحیحہ کے ساتھ جائز ہے جبکہ لکی کمیٹی اور بولی والی کمیٹی بنیادی اعتبار سے ہی ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ مصطفی کریم ﷺ کے صدقہ لقمہ حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ واللہ اعلم بالصواب۔

صورت مسئولہ میں بولی والی کمیٹی کے بارے دریافت کیا گیا ہے حکم شرعی سے قبل بولی والی کمیٹی کی صورت سمجھ لی جائے تاکہ مسئلہ میں وجوہِ حرمت با آسانی سمجھ آسکیں۔

بولی والی کمیٹی کی صورت

بولی والی کمیٹی کی صورت سمجھنے سے پہلے تمہیداً چند باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

۱- بولی والی کمیٹی میں پہلی کمیٹی مالک کی ہوتی ہے اور وہ پوری کمیٹی وصول کرتا ہے۔ اسی طرح جو ممبر آخری کمیٹی لیتا ہے اسے کمیٹی مکمل ملتی ہے۔

۲- بولی والی کمیٹی میں جس کی کمیٹی نکل آتی ہے تو مالکِ کمیٹی کو اختیار ہوتا ہے کہ احتیاط کے پیشِ نظر ممبر کمیٹی کو کمیٹی دینے سے پہلے کمیٹی کی بقایا رقم کا چیک یا اتنی مالیت کی کوئی چیز اپنے پاس بطور رہن رکھ لیتا ہے تاکہ کسی بھی نازیبا معاملات سے نمٹنے میں دشواری نہ ہو۔

۳- کمیٹی ممبران میں سے جو کوئی کمیٹی توڑ دے تو اس کی رقم کمیٹی ختم ہونے تک ضبط رہتی ہے آخری کمیٹی کے بعد مالکِ کمیٹی، کمیٹی توڑنے والے ممبر کی ضبط شدہ رقم بازیاب کر دیتا ہے اور کبھی ضبط شدہ رقم سے کچھ روپے بطور جرمانہ رکھ لیے جاتے ہیں۔

ان امور کو سمجھنے کے بعد بولی والی کمیٹی کی صورت ملاحظہ ہو' بولی والی کمیٹی اگر مثلاً آٹھ لاکھ روپے کی ہے اور کل ممبر کی تعداد چالیس ہے اور ہر ماہ کمیٹی کی بولی ہوتی ہو تو ہر ممبر کمیٹی کو ماہانہ بیس ہزار دینا پڑے گا۔ پہلی کمیٹی پہلے ممبر یعنی مالک کمیٹی کو آٹھ لاکھ روپے پوری کمیٹی کی صوت میں مل گئی۔ جب دوسری کمیٹی کی باری آئی تو کمیٹی کی بولی

شروع ہوگئی. بولی لگاتے وقت تمام ممبران کمیٹی اکٹھے بیٹھ جاتے ہیں اور مالک کمیٹی بولی شروع
اس طرح کرتا ہے. تقریباً پچاس ہزار کے نقصان پر کمیٹی شروع کرتے ہوئے کہتا ہے۔
''پچاس ہزار'' جی! پچاس ہزار، پچاس ہزار ایک اتنے میں ایک اور ممبر
کمیٹی بولتا ہے ساٹھ ہزار، مالک کمیٹی اس ممبر کی طرف سے بولی لگاتا ہوا کہتا ہے، ساٹھ
ہزار، ساٹھ ہزار ایک، ساٹھ ہزار دو: اتنے میں ایک اور ممبر کمیٹی ''ستر ہزار'' بولتا ہے
مالک کمیٹی اس ممبر کی طرف سے بولی لگاتا جاتا ہے۔ بولی میں جتنے پیسے بولے جائیں
گے اس کا مطلب ہوتا ہے کہ آٹھ لاکھ روپے میں سے اتنے پیسے کم ہو جائیں گے اسی
طرح ایک اور ممبر کمیٹی ''اسی ہزار'' کی بولی لگاتا ہے مالک کمیٹی اس ممبر کی بولی کو بولتا ہے
پھر اسی طرح کہتا جاتا ہے ''اسی ہزار'' اسی ہزار ایک، اسی ہزار دو، اسی ہزار تین، اب جس
ممبر نے ''اسی ہزار'' بولا تھا یہ کمیٹی اس کی نکل گئی اور اس کے آٹھ لاکھ میں سے اسی ہزار کم
ہو گئے پھر اکثر یہ ہوتا ہے کہ جس ممبر کی کمیٹی نکلتی ہے اس کی طرف سے باقی ممبران کو
مالک کمیٹی مٹھائی اور بوتلیں کھلاتا پلاتا ہے، مٹھائی اور بوتلوں کا خرچہ خواہ ایک ہزار نکال
لیں یا دو ہزار نکال لیں یہ رواج کے مطابق معاملہ ہوتا ہے لیکن یہ سارا خرچہ جس ممبر کی
کمیٹی نکلی ہے اس کے اسی ہزار کے علاوہ بقیہ رقم سے لیا جاتا ہے۔ ہم نے تو آپ کے
سامنے صرف اسی ہزار روپے تک صورت پیش کی ہے عموماً ایسی کمیٹی کی بولیاں ایک، دو
لاکھ سے بھی اوپر ہوتی ہیں۔ پھر کمیٹی میں جتنا نقصان رونما ہوتا ہے وہ آئندہ کمیٹی کے تمام
ممبران میں برابر برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے مثلاً اسی ہزار روپے کے نقصان پر بولی جانے
والی کمیٹی ہو تو آئندہ ماہانہ کمیٹی میں چالیس ممبروں میں سے ہر ممبر کو بیس ہزار روپیہ نہیں
دینا پڑے گا بلکہ بیس ہزار میں سے دو ہزار کم اٹھارہ ہزار روپے دینا پڑیں گے اور یہ جو
دو ہزار روپے کم ہوئے وہ اسی ہزار کے نقصان پر اٹھائی جانے والی کمیٹی ہے۔ پھر اسی

طریقہ کار پر آنے والی کمیٹیوں میں بولی زیادہ لگانے والے کی کمیٹی نکلے گی چونکہ زیادہ
بولی لگانے کا مطلب ہے زیادہ نقصان اٹھا کر کمیٹی وصول کرنا. بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ
مالک کمیٹی نقصان کو بڑھانے کے لیے زیادہ بولی لگانے کے لیے خفیہ طور پر بندوں کو
مقرر کرتا ہے جو دورانِ کمیٹی، مالکِ کمیٹی کے اشاروں کو بھانپتے ہوئے مناسب صورتِ
حال کو مدنظر رکھتے ہوئے موقعہ بہ موقعہ بولی چڑھاتے جاتے ہیں چونکہ یہ ممبرانِ کمیٹی میں
سے ہی افراد ہوتے ہیں اس واسطے انہیں روکا بھی نہیں جا سکتا اور اگر یہ خفیہ افراد نہ
ہوں تو مالکِ کمیٹی ایک سے زائد کمیٹی کی صورت میں خود ممبر کمیٹی کے ساتھ بولی بڑھانے
کا مقابلہ کرتا ہے عموماً ایسا اس وقت ہوتا ہے جب مالکِ کمیٹی کو علم ہو جائے کہ کمیٹی کو فلاں
ممبر نے مجبوری کی وجہ سے ہر حالت میں اٹھانا ہے۔ اب بقیہ نکلنے والی کمیٹیوں کے
اندر کتنا نقصان رونما ہونا ہے اس کا کسی کو علم نہیں لیکن اس میں ہر ممبر کی یہی تمنا ہوتی
ہے کہ کمیٹی کی بولی زیادہ سے زیادہ بڑھ جائے تاکہ ممبرانِ کمیٹی کو فائدہ ہو جائے۔ صورتِ
مستفسرہ میں اس وضاحت کے بعد حکم شرعی واضح ہو گیا کہ بولی والی کمیٹی میں پائی جانے
والی خرابیاں سود، جوا اور غرر و دھوکہ ہے۔

بولی والی کمیٹی میں سود کا وجود

یہ بات تو واضح ہے کہ کمیٹیوں کے اندر جو ماہانہ کمیٹی دی جاتی ہے یہ سب کی
طرف سے قرض ہوتا ہے جو مشترکہ طور پر ایک دوسرے کی معاونت کے لیے دیا جاتا
ہے۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ بولی والی کمیٹی میں تمام کمیٹیاں قرض کی ہوتی ہیں۔ تو جب
ایک ممبر نقصان پر کمیٹی کو اٹھاتا ہے تو اس سے بقایا ممبران کو فائدہ دیا جاتا ہے یہ فائدہ
اور نفع چونکہ قرض پر ہے اور ہر قرض دے کر اس پر نفع لینا حرام اور سود ہے۔ چنانچہ

حدیث شریف میں ہے:

كل قرضٍ جر منفعة فهو ربا۔

''ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے۔''

(کنزالعمال رقم الحدیث ۱۵۵۱۶ جلد۲ صفحہ ۲۳۸ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت)

لٰہذا بولی والی کمیٹی حرام اور سود ہے۔ سود کی حرمت قرآن وحدیث میں بہت زیادہ وارد ہوئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور باقی بچے ہوئے سود کو چھوڑ دو (اور سچی توبہ کرلو) اگر تم مومن ہو۔ سو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔''

(البقرة: ۲۷۸)

امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج کرائی گئی مجھے ایک ایسی قوم کے پاس سے گزارا گیا جن کے پیٹ کوٹھڑیوں کی طرح تھے ان کے پیٹوں میں باہر سے سانپ دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! ''یہ کون ہیں؟'' عرض کی: ''یہ لوگ سود کھانے والے ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود کے ستر گناہ ہیں اور ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔'' (سنن ابن ماجه، ص: ۱۶۴، ۱۶۵، مطبوعه نور محمد اصح المطابع کراچی)

بولی والی کمیٹی میں غرر (دھوکہ)

الغرر ما يكون مستور العاقبة۔

ترجمہ: ''غرر (دھوکہ) اس شئی کو کہتے ہیں جس کا انجام پوشیدہ ہو۔''

(المبسوط، ج:۱۲، ص:۱۹۴، مطبوعه دار المعرفة بيروت ۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۳ء)

امام کاسانی علیہ الرحمہ ''غرر'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الغرر هو الخطر الذى استوفى فيه طرف الوجود والعدم بمنزلة الشك۔

ترجمہ: ''غرر وہ خطر پر مبنی ایسے معاملے کو کہتے ہیں جس میں وجود وعدم کی دونوں طرفیں درجۂ شک کی طرح برابر ہوں۔''

(بدائع الصنائع، ج:۴، ص:۳۶۶ مطبوعه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

اس وضاحت کے بعد بولی والی کمیٹی کی صورت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ آجائے گی کہ بولی والی کمیٹی میں ہر ممبر کو پیسوں کی ادائیگی کا تخمینہ تو ہوسکتا ہے لیکن یقین سے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ ہم اتنے پیسے دیں گے اور اتنے واپس لیں گے۔ اس بولی والی کمیٹی کا جب انجام پوشیدہ ہے تو یہ معاملہ غرر ٹھہرا، جس کے ناجائز ہونے پر نصوصِ شرعیہ وارد ہیں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (البقرة:۱۸۸)

ترجمہ: ''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔''

علامہ ابن عربی علیہ الرحمہ ''ناحق طریقے سے کھانے پر'' گفتگو فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ولا تخرج عن ثلاثة اقسام وهى الربا والاكل بالباطل والغرر و يرجع الغرر بالتحقيق الى

اور تمام ناجائز معاملات تین قسم سے باہر نہیں ہیں اور وہ تین قسمیں ہیں۔

(۱) سود (۲) ناحق طریقے سے کھانا (۳) غرر (دھوکہ)

اور تحقیقی بات یہی ہے کہ غرر بھی "اکل باطل" یعنی ناحق طریقے سے مال کو کھانے کی قسم میں داخل ہے تو اس طرح کل ناجائز معاملات کی دو قسمیں ہوگئیں۔

(۱) سود (۲) ناحق طریقے سے مال کھانا۔

(احکام القرآن لابن عربی، ج:۱، ص: ۲۴۴ مطبوعه دار المعرفة بیروت)

صحیح مسلم، سنن ابوداوٗد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ میں جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکری مار کر بیع کرنے اور غرر کی بیع سے منع فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة والبیع الذی فیه غرر، ج:۲، ص:۲، رقم الحدیث: ۳۶۹۱، مطبوعه قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ، کراچی) (سنن ابوداؤد، باب فی بیع الغرر رقم الحدیث: ۳۳۷۶) (مطبوعه دار احیاء السنة النبویة بیروت) (جامع الترمذی، البیوع، رقم الحدیث: ۱۲۳۳ مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت) (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، رقم الحدیث: ۲۱۹۴ مطبوعه شرکة الطباعة العربیة الریاض)

بولی والی کمیٹی میں جواء کا وجود

میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ جواء کی تعریف لکھتے ہیں:

کل لعب یشترط فیه غالبا من المتغالبین شیئًا من المغلوب۔

ترجمہ: "ہر وہ کھیل جس میں شرط لگائی جائے کہ مغلوب کی کوئی چیز غالب کو دے دی جائے گی۔"

(التعریفات للجرجانی، ص:۲۶، مطبوعه دار المنار للطباعة والنشر)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ جواء کی تعریف اور حکم واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ان القمار من القمر الذی یزداد تارةً و ینقص اخری و سمی القمار قماراً لان کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله الی صاحبه و یجوز ان یستفید من مال صاحبه وهو حرام بالنص۔

ترجمہ: "یعنی قمار کا لفظ قمر (چاند) سے لیا گیا ہے چونکہ چاند بھی کبھی بڑھتا ہے اور کبھی کم ہوتا ہے اور قمار (جواء) کو قمار بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ جواء لگانے والے فریقین میں سے ہر ایک کے بارے احتمال ہوتا ہے کہ ایک فریق کا مال دوسرا لے جائے اور دوسرا فریق پہلے کا مال حاصل کرلے (جس سے ہر فریق کا مال کم اور زیادہ ہونے کا احتمال ہے) اور یہ جواء نص قطعی کی وجہ سے حرام ہے۔" (فتاوٰی شامی جلد۹، صفحہ۶۶۵، المکتبة الحقانیه پشاور)

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ قمار (جواء) کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطان کے فریب سے بچائے۔ آمین! اس اجمال کی تفصیل مجمل یہ کہ حقیقت دیکھئے تو معاملہ مذکورہ بنظر مقاصد ٹکٹ فروش وٹکٹ خراں ہرگز بیع وشرائع وغیرہ کوئی عقد شرعی نہیں بلکہ صرف طمع کے جال میں لوگوں کو پھانسنا اور ایک امید موہوم پر پانسا ڈالنا ہے اور یہی قمار ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۷، ص:۳۳۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

مختلف الفاظ میں ہمارے سامنے قمار (جواء) کی تعریف سامنے آگئی کہ

''امر موہوم پر پانسا ڈالنا یا ایک فریق کا دوسرے فریق کے مال کو بطریق احتمال حاصل کرنا یا شرط لگائی جائے کہ غالب کو مغلوب کی کوئی چیز دی جائے گی۔''

ان تعریفاتِ قمار کے پیشِ نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بولی والی کمیٹی میں کمیٹی کے ممبران ایک دوسرے کے فریق ہیں ان میں نقصان اٹھانے والا مغلوب اور فائدہ اٹھانے والا غالب ہے اگرچہ بہ ظاہر اس کا عکس ہے اور ان فریقوں میں سے ہر ایک فریق دوسرے کے نقصان پر فائدہ اٹھانے کی امید میں ہوتا ہے اور یہ تو واضح ہے کہ اس میں ہر فرد اپنے روپے داؤ پر لگاتا ہے کہ میں نقصان کم اٹھاؤں اور نفع زیادہ لے لوں۔ تو اس میں ملک کو خطرہ پر معلق کرنا پایا جارہا ہے جبکہ مال بھی جانبین سے ہے۔ اس وضاحت کو جواء کی جامع ومانع تعریف کے مطابق رکھتے ہوئے یوں کہا جائے گا ''بولی والی کمیٹی کے فریقین میں سے ہر ایک کا دوسرے کے ساتھ کمیٹی اٹھائے جانے اور نقصان برداشت کرنے کے غیر یقینی امر کے مقابلہ میں نقصان اٹھانے والے مغلوب کا مال بقیہ غالب رہنے والوں کو دے دینا جواء کہلاتا ہے۔'' اور جواء حرام ہے جس کی حرمت پر قرآن وحدیث گواہ ہیں۔

چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ (بقرۃ:۲۱۹)

ترجمہ: ''لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ شراب اور جوئے کا کیا حکم

ہے؟ آپ کہہ دیجیے ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ اس میں (دنیاوی) منافع بھی ہیں لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے کہیں زیادہ ہے۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (مائدہ:۹۰،۹۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! شراب، جواء، بت اور پانسے (فال نکالنے والے تیر) یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے کیا تم ان چیزوں سے باز آنے والے ہو۔''

اس آیہ کریمہ کے شانِ نزول کو مسند احمد بن حنبل میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ طیبہ میں شراب اور جواء کے متعلق دریافت کیا تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

(مسند احمد، ج:۲، ص:۳۵۱، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ ''جواء کی حرمت کے متعلق'' فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے انگور کی شراب، جوئے، طبل اور جوار کی شراب سے منع فرمایا ہے۔"

(ابوداؤد، ج:۲، ص:۱۶۳، مطبوعہ مطبعہ مجتبائی پاکستان لاهور)

اس کے علاوہ جواء کی حرمت پر کئی ایک احادیث وارد ہیں اور یہ بھی مقام توجہ ہے کہ جواء کا ذکر قرآن مجید میں شراب اور بت پرستی ایسے بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہم اس کو اپنانے میں ذرا بھر بھی دریغ نہیں کرتے۔

اگر بولی والی کمیٹی میں ناجائز شرائط مثلاً کمیٹی نہ دینے پر ادا کی گئی رقم کو ضبط کر لینا وغیرہ امور پائے جائیں یا مالی جرمانہ وصول کرنا پایا جائے تو یہ امور غیر شرعیہ مذکورہ بالا حرام کی تینوں وجوہ سے ہٹ کر ہوں گے۔ لیکن ابھی تک ہمارے سامنے بوالی والی کمیٹی کی صورتوں میں یہ تین وجوہِ حرمت آئی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حلال کا لقمہ کھانے اور اسی پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ (مفتی) ضمیر احمد مرتضائی غفرلہ الباری

دار العلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

4-6-2012

13 رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

یوم الاثنین، بعد العصر

قابلِ مطالعہ کتابیں
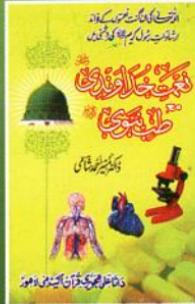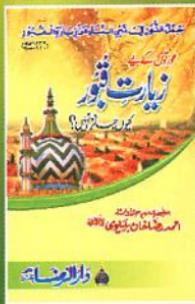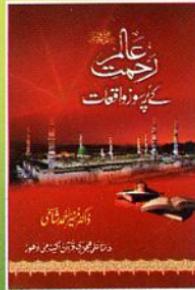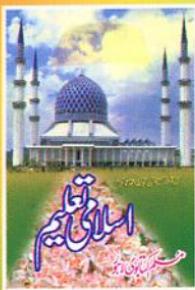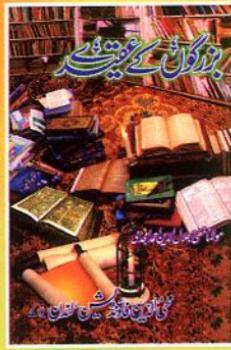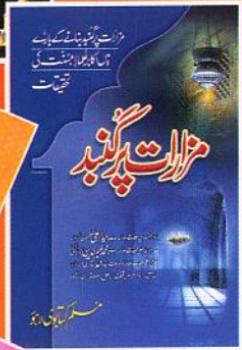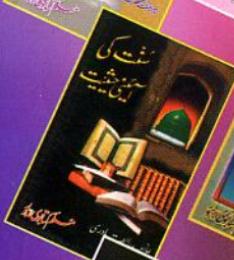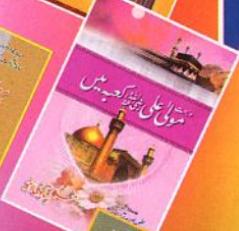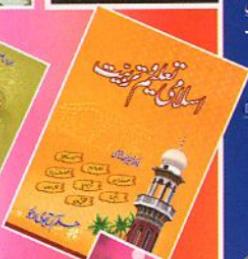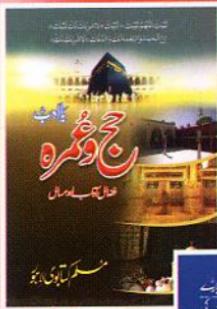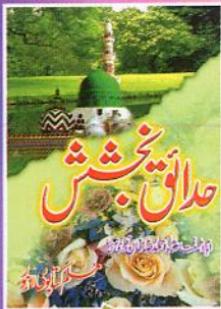
Email:muslimkitabevi@gmail.com
raza_muneer@yahoo.com